© rasailojaraid.com

شاہ بلیغ الدین

بقول سیدنا حسن رضی اللہ عنہ

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح اللہ کا فیصلہ تھا

ارشاد ہوا ـــــ "تم اللہ کے فیـ[illegible] راضی رہو اور معاملہ اس کے حوالے کر کے اپنے گھروں میں آرام سے بیٹھے رہو" ـــــ [illegible]ت ہے کہ ایک وفد اللہ کے رسول کے نواسے سیدنا حضرت حسن سے ملنے کے لئے گیا، وہ اُن [illegible] تشریف فرما تھے۔

سیدنا حسن حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے صاحبزادے ہیں۔ مدینۃ النبی میں پیدا ہوئے۔ صحیح بخاری کتاب البیوع میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے اور صحیح مسلم میں مناقب حسین میں لکھا ہے کہ اللہ کے رسول بنو قینقاع سے لوٹ رہے تھے۔ حضرت فاطمہؓ کا گھر آیا تو اس کے سامنے بیٹھ گئے اور دریافت فرمایا کہ ـــــ بچہ کہاں ہے؟ کچھ دیر میں حضرت حسن دوڑتے ہوئے آئے اور سرورِ کائنات نے انہیں اپنے سینۂ مبارک سے لگا لیا، پھر زبان مبارک سے نکلا کہ ـــــ اے اللہ! تو اس سے محبت فرما اور اس سے بھی محبت کر جو اس سے (حسنؓ سے) محبت کرے۔

جو وفد کوفے میں سیدنا حسن سے ملا اس کے بارے میں اپنی کتاب مقتل حسین میں ابو مخنف لوط بن یحییٰ نے لکھا ہے کہ اس میں سلیمان بن صرد، مسیب بن النجبہ، سعید بن عبد اللہ کے علاوہ جندب الازدی بھی شامل تھے جنہوں نے یہ روایت سنائی۔ یہ روایت مقتل حسین کے مصنف ابو مخنف کو ابو منذر ہشام نے سنائی۔ انہوں نے محمد بن سائب کلبی سے سُنی جن سے وفد میں شریک جندب الازدی کے بیٹے عبد الرحمٰن نے یہ تفصیل سنائی کہ سیدنا حسنؓ نے سیدنا معاویہؓ سے صلح کر لی تھی اور ابھی کوفے ہی میں ٹھہرے ہوئے تھے کہ اس وفد کے ارکان میں سے سلیمان بن صرد نے گفتگو شروع کی اور کہا کہ ـــــ آپ کی جگہ میں ہوتا تو معاہدہ لکھواکر اس پر اہلِ مشرق اور مغرب کو گواہ بناتا کہ اس کے بعد (یعنی سیدنا معاویہ کے بعد) حکومت آپ کی ہوگی۔ لیکن آپ نے (یعنی حضرت حسنؓ نے) اس شرط کے بغیر صلح کر لی۔ اس طرح آپ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یعنی حضرت حسنؓ کو کم ملا اور ان سے زیادہ حاصل کر لیا گیا۔

سید نا حسن رضی اللہ نے وفد کے ارکان سے فرمایا ——— میں ایسا آدمی نہیں ہوں جو معاہدہ کر کے پھر جائے۔ اور پھر جب اللہ نے ہم مسلمانوں کو متحد کر دیا ہے اور جو ہم چاہتے تھے ہمیں عطا کر دیا ہے میں اسی امر یعنی اسی صلح کو نافذ کروں گا۔ پھر اپنے بہی خواہ دوستوں سے ارشاد فرمایا کہ ——— اللہ گواہ ہے کہ میں نے یہ صلح اس لئے کی ہے کہ تمہارے خون نہ بہیں اور تمہارے حالات بہتر ہوں۔ پس تم اللہ کے فیصلے سے راضی رہو اور معاملہ اللہ کے حوالے کر کے اپنے گھروں میں بیٹھے رہو"

صحیح بخاری کتاب العلم باب قولِ النبی اور دوسری جگہ کتاب الفتن میں ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ——— یہ میرا بیٹا (یعنی حضرت حسنؓ) جو سردار ہے اور شاید اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح کرا دے گا۔

سورۂ حجرات میں ارشاد ربانی ہے کہ ——— فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا یعنی مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں صلح کرا دو!

صلح و جنگ کے تاریخِ اسلام میں بہت مواقع آئے لیکن یہ صلح بڑی تاریخی، بڑی یادگار اور بڑی اہم تھی، اللہ کے رسول نے اس کی پیشین گوئی فرمائی اور اس صلح کو پسند فرمایا۔ اللہ کے حکم کی تعمیل اور رسول اکرم کی پسند کی تکمیل کا شرف سید نا حسن کو حاصل ہوا جن کی وفات ماہ ربیع الاول میں ہوئی۔

(بقیہ از صفحہ ۲ سے آگے)

اللہ کا نام لے کر برضا و رغبت اس پگڑی کے پیچھے پیچھے چلی جاؤ ورنہ بزرگوں کی روح خفا ہو جائے گی اور اگر بزرگوں کی روح خفا ہو گئی تو ہماری سرسبز کھیتیاں اُجڑ جائیں گی ہمارے جھونپڑوں کو آگ لگ جائے گی۔ ہمارے دالانوں میں ہتھکڑیاں جھنجھنانے لگیں گی۔

دوسری عقیدت مند عورتوں نے بھی حسبِ توفیق جمیلہ کی ماں کی تائید کی جمیلہ روتے روتے اٹھی آگے آگے دستارِ فضیلت مآب تھی اور پیچھے پیچھے جمیلہ۔ خادم نے پگڑی کو دونوں ہاتھوں سے مضبوطی کے ساتھ پکڑا ہوا تھا تاکہ ان معصوم جوانیوں کو ٹھیس نہ لگ جائے جو اس پگڑی کی ایک ایک سلوٹ میں سالہا سال سے دفن ہوتی چلی آئی ہیں۔

© rasailojaraid.com